حکیم محمود احمد ظفر۔ سیالکوٹ

(قسط ۴)

امامت و خلافت

سیدنا علی کی ولایت و خلافت کے دلائل

دلیل اول:۔

شیعہ کے پاس قرآن حکیم میں سے تو سیدنا علیؓ کی خلافت کے بارہ میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے اسلیے وہ اس حدیث سے دلیل پیش کرتے ہیں جس کو "حدیثِ خم غدیر" کہتے ہیں، اور اس کو وہ سیدنا علیؓ کی خلافت بلافصل پر زبردست دلیل سمجھتے ہیں۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور آپ نے خم غدیر پر قیام فرمایا جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے تو بعض اشخاص نے جو یمن میں سیدنا علیؓ کی ماتحتی میں کام کرتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بے جا شکایات کیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے اس طرح بدگمانیاں کریں گے تو ملکی انتظام میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ عام لوگوں کو جمع کر کے خطبہ ارشاد فرمایا جس سے آپ کی غرض سیدنا علیؓ کی برءت اور شکایات کرنے والوں کی تنبیہ تھی۔ آپ نے فرمایا

اے مسلمانوں کی جماعت! میں تمہارے نزدیک تمہاری جانوں سے بہتر نہیں ہوں؟ حاضرین نے کہا کیوں نہیں؟ پھر فرمایا جو مجھ کو دوست رکھتا ہے وہ علیؓ کو بھی دوست رکھے۔ اے اللہ! جو شخص علیؓ کو دوست رکھے تو بھی اس کو دوست رکھیو اور جو علیؓ کو دشمن رکھے تو اس کو دشمن رکھیو۔

(ابن ماجہ احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۷۰ باختلاف الفاظ)

شیعہ کہتے ہیں کہ یہ سیدنا علیؓ کی خلافت کا اعلان تھا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی کے حکم سے کیا۔ چنانچہ بارہا جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو خدا کا پیغام سنایا کہ علیؓ کی ولایت اور امامت کا اعلان کیا جائے لیکن آپ ڈرتے تھے کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے داماد کیلیے ایسا کرتا ہے۔ آخر جبرئیل علیہ السلام نے یہ آیت سنائی

"اے رسول! جو حکم تیرے رب نے تجھے دیا ہے اسکی تبلیغ کر دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو حق رسالت ادا نہ کیا۔ اور خدا لوگوں کے شر سے تیری حفاظت کرنے والا ہے۔ خدا کافروں کی رہبری نہیں کرتا۔" (القرآن)

آیت اور حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو سیدنا علیؓ کی ولایت یا خلافت پر صراحت یا کنایت سے دلالت کرے۔ حدیث کا صرف اس قدر مفہوم ہے کہ سیدنا علیؓ کی شکایات بے بنیاد ہیں اور ان کے ماتحتوں کو شکایت کرتے وقت یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست کی شکایت کر رہے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت و پیار ہے۔ اور سیدنا علیؓ کی عداوت اللہ تعالٰی کی ناراضگی کا سبب ہے۔

اور اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو احکام اللہ تعالٰی نے توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور حج کے بارہ میں نازل فرمائے ہیں انکو اچھے طریقے سے لوگوں تک پہنچا دینا چاہیے۔ اگر آپ ایسا نہ کریں تو حق رسالت ادا نہیں ہوگا اور لوگوں کی شر و ایذا کی کچھ فکر نہ کریں اللہ تعالٰی ان سے آپ کا حافظ و ناصر ہے۔

شیعہ دھینگا مشتی سے اس آیت اور حدیث کو سیدنا علیؓ کی ولایت وخلافت میں گھسیٹنا چاہتے ہیں - اگر اللہ تعالٰی یہی چاہتے تھے کہ اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیؓ کی خلافت کا اعلان کردے تو اسے گول مول الفاظ اور چیستان کی کیا ضرورت تھی - صاف طور پر یہ حکم فرماتے

"اسے رسول ! علیؓ کی خلافت کا اعلان کر دیجیے "۔

پھر رسول اللہ جیسا افصح العرب ایسی گول مول بات کیوں کرتا بلکہ صاف طور پر فرما دیتا کہ

"اے گروہ مسلمین ! میں اللہ کا رسول ہوں اور میری وفات کے بعد علیؓ میرا خلیفہ ہے"

جب اللہ تعالٰی نے اسی آیت میں لوگوں کے شر سے آپکی حفاظت کا وعدہ فرمادیا تھا تو پھر کس شخص کا خوف تھا؟ بے کھٹکے آپ سیدنا علیؓ کی خلافت کا اعلان فرمادیتے۔ لہذا شیعہ ایمان سے کہیں کہ اس آیت اور حدیث میں کون سا لفظ ہے جس سے سیدنا علیؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاسکتا ہے ؟

لفظ مولا کے معنی

شیعہ کہتے ہیں کہ لفظ مولا سے مراد "اولی بالتصرف" ہے۔ اور اسی لفظ سے ولایت علیؓ پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جہاں تک لغت عربی کا تعلق ہے اسمیں یہ لفظ اس معنی میں موجود ہی نہیں - مثال کے طور پر قاموس لغت عرب کی ایک مستند کتاب ہے اس میں اس لفظ کے مندرجہ ذیل معانی لکھے ہیں

"المولیٰ: المالک والعبدوالصاحب والقریب کابن العم ونحوہ والجار والحلیف والذین والعم والشریک والرّب والناصر والمحب والتابع والصھر

(القاموس جلد ۴ ص ۴۰۲ ہند)

مولٰی کے معنی مالک اور غلام اور صاحب اور قریبی رشتہ دار جیسے چچازاد بھائی وغیرہ اور پڑوسی اور بیٹا اور چچا اور ساجھی اور آقا اور مددگار اور داماد ہیں

یہاں "مولٰی کے معنوں میں کوئی لفظ "اولٰی بالتصرف" نہیں۔ پھر ایسے مشترک لفظ سے جسکے اس قدر مختلف معانی ہوں حتی کہ غلام اور بیٹے پر بھی اسکا اطلاق ہو، کس طرح استدلال صحیح ہوسکتا ہے ؟ اس جگہ سوائے محب اور دوست کے کوئی اور معنی موزوں نہیں ہوسکتے۔ چنانچہ حدیث کے لفظ "والی من والاہ وعاد من عاداہ" میں اس بات کا صاف قرینہ موجود ہے۔

اس بحث سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ شیعہ حضرات کا یہ عقیدہ کہ خلافت و امامت "منصوص من اللہ" ہے اسلامی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے۔ اللہ تعالٰی نے اپنی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ "میرے بعد علیؓ خلیفہ ہونگے "۔

حدیث خم غدیر کو اس بارہ میں جو دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اس کی اجمالی بحث تو گذشتہ سطور میں گذر چکی ہے۔ یہ بحث اس صورت میں ہے جب کہ اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا جاوے،، کیونکہ اس حدیث کی سند پر محدثین نے کافی جرح کی ہے۔ لیکن بالفرض اس کو صحیح بھی مان لیا جائے پھر بھی اس کو بطور استدلال پیش نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ بہت سی صحیح روایات کے خلاف ہے اور درایتاً بھی غلط ہے۔

١ - شیعہ کی معتبر کتاب جلاء العیون میں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے امور کا والی ہو اس کےلیے لازم ہے کہ انصار نیکوکار کی رعایت اور بدکار سے درگذر کرے اور یہ آپ کی آخری مجلس تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالٰی سے ملاقات ہوگئی۔ (جلاء العیون اردو جلد ١ ص ٢٤، لکھنؤ)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خم غدیر میں سیدنا علیؓ کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا۔ اگر آپ انہیں خم غدیر کے مقام پر خلیفہ مقرر فرما چکے ہوتے تو یہ نہ فرماتے کہ جو شخص مسلمانوں کے امور کا والی ہو۔۔۔ بلکہ آپ صاف الفاظ میں سیدنا علیؓ کو خطاب فرماتے کہ "اے علیؓ! تم میرے بعد چونکہ مسلمانوں کے امور کے والی ہو لہذا تم ایسا ایسا کرنا۔

۲۔اسی کتاب میں شیعہ محدث نے ایک روایت نقل کی ہے کہ

"حضرت نے لوگوں کو رخصت کیا اور سب چلے گئے۔ عباسؓ اور ان کے بیٹے فضلؓ اور علی بن ابی طالبؓ اور اور اہل بیت مخصوص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رہ گئے۔ عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ! اگر امر خلافت ہم بنی ہاشم میں قرار پائے گا۔ پس ہم کو بشارت دیجئے کہ بادشاہ ہوں۔ اور اگر آپ جانتے ہیں کہ لوگ ہم پر ستم کریں گے اور ہم سے خلافت کو غصب کریں گے۔ پس اپنے اصحاب سے ہماری سفارش کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا تم کو میرے بعد ضعیف کریں گے اور تم پر غالب ہو گے۔

(جلاء العیون جلد ۱ ص ٦٢، لکھنؤ الارشاد شیخ مفید ص ۹۹)

اگر سیدنا علیؓ کی خلافت کا فیصلہ خم غدیر پر ہو گیا ہوتا تو سیدنا عباسؓ یوں نہ فرماتے بلکہ فرماتے "اگر خلافت علیؓ جس کا آپ نے اعلان کر دیا ہوا ہے، قائم اور بحال رہے گی تو ہمیں خوشخبری دیجئے"۔

۳۔یہی ملا باقر مجلسی اپنی ایک اور کتاب میں ایک روایت نقل کرتا ہے کہ "عامر بن طفیل اور زید بن قیس آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے آئے۔ جب مسجد میں داخل ہوئے تو عامر نے کہا۔ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا تجھے وہ کچھ ملے گا جو تمام مسلمانوں کو ملے گا۔ اس نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنے بعد مجھے اپنا خلیفہ بنا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اسکا اختیار خدا کو ہے نہ مجھے اور تجھے اس بابت میں دخل نہیں"

(حیات القلوب جلد ۲ ص ۲۲۳، لکھنؤ)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سیدنا علیؓ کے حق میں خم غدیر کے مقام پر فیصلہ ہو گیا ہوتا تو آپ ارشاد فرماتے کہ خلافت کا فیصلہ اور اعلان تو ہم علیؓ کے حق میں فرما چکے ہیں۔ لہذا اسکا مطالبہ بے سود ہے۔

۴۔مقام خم غدیر پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ سے زائد صحابہؓ کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اگر اس سے مراد سیدنا علیؓ کی خلافت کا اعلان ہوتا تو یہ بات ناممکن تھی۔ وہ اصحابؓ رسول جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارہ ابرو پر اپنی جانیں قربان کر دیتے تھے اور آپ کے ارشادات کو وحی الٰہی کا درجہ دیتے تھے آپ کی وفات کے بعد سیدنا علیؓ کو جن کی خلافت کا اعلان بقول شیعہ خم غدیر پر کیا گیا تھا، سب کے سب چھوڑ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ اور اعلان کے خلاف سیدنا ابوبکر کی خلافت پر اجماع کر لیتے۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے

"جب رات ہوئی جناب امیر حسنینؓ کو اپنے ہمراہ لے کر ایک ایک گھر مہاجرین وانصار کے پھرے مگر بغیر چار آدمیوں کے اور بروایت تین آدمیوں کے اور کسی نے بیعت قبول نہ کی"

(جلاء العیون اردو جلد ۱ ص ۱۴۹)

یہ روایت نفس الرحمان فی فضائل سلمان باب ۱۱، انوار النعمانیہ جلد ۱ ص ۱۰۴، احتجاج طبرسی ص ۱۰۷ پر بھی درج ہے۔

شیعہ کو یہ تسلیم ہے کہ سوائے چار حضرات مقدادؓ ابوذر غفاریؓ، اور سلمانؓ فارسی، اور عمار بن یاسرؓ، کے باقی تمام اصحاب رسول نے جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ سیدنا ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور انہیں یہ بھی تسلیم ہے کہ پوری امت کا گمراہی پر کبھی اجتماع نہیں ہوگا۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی نے ہی امت مسلمہ کے خواص بیان کرتے ہوئے تیرھواں یہ خاصہ بیان کیا ہے کہ۔

"اللہ تعالیٰ اس امت کو بھوک سے کبھی ہلاک نہیں کرے گا اور ان کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرے گا۔

(حیات القلوب جلد ۲ ص ۱۳۲، لکھنؤ)

ان دونوں چیزوں کی روشنی میں یہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ پوری امت نے گمراہی پر جمع ہو کر سیدنا علیؓ کے بجائے سیدنا ابوبکرؓ کو خلیفہ تسلیم کرلیا اور رسولؐ خم غدیر کے اعلان کی جس میں خلافت علی کا قریباً ایک لاکھ سے زائد لوگوں کے سامنے اعلان کیا گیا تھا، کوئی پروا نہ کی۔ اس بات کو نہ عقل تسلیم کرتی ہے اور نہ نقل، نہ روایتاً یہ بات درست ہے اور نہ درایتاً۔ لہذا یہ ماننا پڑیگا کہ یہ بات عقلی اور نقلی لحاظ سے بالکل درست نہیں کہ خم غدیر کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیؓ کا اعلان کر دیا تھا۔

۵۔ اگر خم غدیر کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا کی خلافت کا اعلان فرمادیا ہوتا تو سیدنا علیؓ اپنے دعوی خلافت کے وقت اس حدیث سے ضرور استدلال کرتے۔ لیکن کتب کے مطالعہ سے یہ بات روزروشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ سیدنا علیؓ نے کسی موقع پر بھی اپنی خلافت کے لیے اس حدیث سے استدلال نہیں فرمایا بلکہ اسکے برعکس آپ تو خلافت کے شورائی ہونے کے قائل تھے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر آپ نے سیدنا معاویہؓ کو اپنی خلافت منوانے کے لئے یہ نہیں لکھا کہ میری خلافت خم غدیر کی حدیث (نص) سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خلافت کا اعلان خم غدیر کے موقع پر فرمایا تھا بلکہ لکھا

"میری بیعت ان لوگوں نے کی جنہوں نے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کی بیعت کی تھی اور انہی شرائط پر کی ہے جن شرائط پر ان کی بیعت کی تھی۔ شوریٰ مہاجرین اور انصار کا حق ہے۔ پس اگر وہ اتفاق کر کے کسی شخص کو امام نامزد کردیں تو اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔

(نہج البلاغہ ص ۴۴۶، بیروت)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا علیؓ کے نزدیک بھی خلافت اور امانت منصوص نہ تھی بلکہ ان کے نزدیک صحیح خلیفہ وہ تھا جس کو مہاجرین وانصار متفقہ طور پر خلیفہ نامزد کردیں۔

۶۔ جس وقت آپ نے غدیر خم پر خطبہ ارشاد فرمایا اس وقت صحابہ کرامؓ اور اہل بیت نبوت بھی وہاں موجود تھے۔ سیدنا عباسؓ وہاں موجود تھے۔ ان میں سے کسی نے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں سمجھا کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے بعد سیدنا علیؓ خلیفہ اور امام ہونگے۔ پھر وفات نبوی کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں مسئلہ خلافت زیر بحث آیا۔ جس میں وہ صحابہ کرام بھی شریک تھے جو غدیر خم کے اس خطبہ میں موجود تھے۔ ان میں سے کسی نے اس حدیث کو امامت وخلافت علیؓ کے لیے پیش نہیں کیا۔ نہ ہی سیدنا عباسؓ نے اور نہ ہی بنوہاشم کے کسی اور فرد نے کسی وقت بھی سیدنا علیؓ کے استحقاق خلافت کے لیے اس حدیث کو پیش کیا۔

۷۔ خود شیعہ حضرات کو بھی حدیث خم غدیر پر اطمینان نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنا دعوی ثابت کرنے کیلیے حدیث قرطاس سے استدلال کرتے ہیں۔ اگر غدیر خم کے موقع پر ہی خلافت کا فیصلہ ہوچکا تھا تو پھر وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلافت کا فیصلہ لکھنے کے لیے قلم اور دوات منگوانے کی کیا ضرورت تھی!

اور اگر کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا اطمینان نہ تھا کہ آپ کا غدیر خم کا اعلان مان لیا جائیگا تو پھر جب کھلے عام فیصلے پر جو ایک لاکھ سے زائد لوگوں کے سامنے بحالت صحت کیا گیا تھا۔ اطمینان نہ تھا تو بحالت مرض ایک تنگ حجرے میں چند حضرات کے سامنے اعلان خلافت پر کس طرح اطمینان ہوسکتا تھا۔ روایتاً بھی یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

(ملاحظہ ہو نصب الرایہ جلد ۱ ص ۳۶۰)

اسی وجہ سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرمایاہے۔

فلا یصح من طریق الثبوت اصلاً یہ روایت معتبر طریقہ سے ہرگز ثابت نہیں۔

(منہاج السنہ جلد ۴ ص ۶۸)

یہی بات ابن کثیر نے لکھی ہے

(ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۳۵۱)

بتایا یہ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا علیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنا ولی امت کا امام اور رسول کا وصی کا مقرر فرمایا، لیکن شیعہ روایات ہی بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا علیؓ کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا انکار کردیا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ سیدنا باقرؒ نے قرآن حکیم کی آیت لَیسَ لَکَ مِنَ الاَمرِ شَیٌ (تجھے اے پیغمبر کسی معاملہ کا قطعاً کوئی اختیار نہیں) کے بارے میں فرمایا بخدا! رسول اللہ کو اختیار تھا۔ راوی نے پوچھا کہ پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا مفہوم ہے؟ اور اسکی کیا تاویل ہے؟ سیدنا باقرؒ نے فرمایا

انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرص ان یکون الامر لامیرالمومنین من بعدہ فابی اللہ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کے شدید متمنی تھے کہ اللہ تعالیٰ علیؓ کے لیے خلافت بلا فصل کا حکم فرمائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والاسلام کی اس خواہش کو پورا کرنے سے انکار کردیا۔۔۔۔

(تفسیر فرات الکوفی ص ۱۹، مطبوعہ نجف اشرف)

سیدنا علیؓ کا اپنا عمل بھی یہ بتاتا ہے کہ حدیث غدیر خم کا وہ مطلب نہیں ہے جو شیعہ حضرات سمجھتے ہیں، کیونکہ آپکے دل میں خلیفہ ہونے کی بالکل خواہش نہیں تھی بلکہ آپ توخلافت سے بالکل انکار کرتے رہے۔ چنانچہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ کی بیعت میں داخل ہونے کی کچھ لوگوں نے درخواست کی تو آپ نے فرمایا تھا

دعونی والتمسوا غیری فانا مستقبلون امراً لہ وجوہٌ والوان

مجھے چھوڑدو اوراس منصب کے لیے کسی اور کو تلاش کرو کیونکہ ہم ایسے معاملہ میں پڑنے والے ہیں جس کے مختلف چہرے اور عجیب وغریب رنگ ہیں۔

پھر فرمایا

وان ترکتمونی فاناکاحدکم ولعلّی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم وانالکم وزیراً خیرلکم منی امیراً

اگر تم نے مجھے چھوڑدیا (یعنی مجھے خلیفہ نہ بنایا) تو میں بھی تمہارا ساتھی ہوں گا۔ پھر جس کو تم خلیفہ منتخب کرلوگے اسکی فرمانبرداری اور خدمت گذاری میں تم سب سے آگے ہوں گا۔ اور میرا وزیر بن جانا تمہارے لیے بہتر ہوگا کہ تم مجھے امیر مقرر کرو۔ (نہج البلاغہ ص ۱۸۷، بیروت)

چنانچہ اس خطبہ کی شرح میں ابن میثم نے لکھاہے

وان ترکتمونی ۔۔۔۔۔ای کنت کاحدکم فی الطاعہ لامیرکم بل لعلّی اطوعکم لہ ای لقوۃ علمہ بوجوب طاعہ الامام

اور اگر تم نے مجھے چھوڑدیا۔۔۔ تو میں امیر کی اطاعت کرنے میں تمہاری مثل ہوں گا اور شاید کہ میں تم سے زیادہ اطاعت کروں کیونکہ امام کے وجوب اطاعت کے متعلق آپ کا علم قوی ہے۔ (ابن میثم جلد ۲ ص ۳۸۷)

اگر سیدنا علیؓ غدیر خم کے موقع پر خلیفہ بلا فصل مقرر ہوگئے تھے تو آپ نے اپنے خلیفہ بنائے جانے سے انکار کیوں کیا۔ آپکو تو کہنا چاہیئے تھا کہ مجھ سے پہلے ہی زیادتی ہوئی ہے۔ میری اب ضرور بیعت کرو کیونکہ مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔

(رجا قی آخر نمبر)